اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم — جلد دوم

بابت ماہ شعبان ۱۲۹۶ ہجری مطابق اگست ۱۸۷۹ء

جو دو حصوں پر منقسم ہے

حصہ اول میں تتمہ جواب سوال عشر ہے جس میں مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے

حصہ دوم میں تہذیب الاخلاق کے مضمون مذہب شیخ کا جواب ہے

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

استیشار معہ الحھا سبب انتشار تہذیب الاخلاق در اعصار

ہماری بعض احباب مشورہ دیتے ہین کہ تقلدین کی بحث والزام کو چند روز یک لخت ملتوی کیا جاوے اور دونون جزو رسالہ (جسکا دو جزو مین منحصر و محدود ہونا شیت ایزدی و خریداران و ہند کی عدم توجہی سے ناشی ہی) اہل نیچر ہی کے الزام مین لگایا جاوے - دلیل سخی اس رائے پر یہ ہی کہ تقلید نا جائز (جو تقلید بمقابلہ نصوص اور الزام تقلید مجتہد معین سے عبارت ہے) تو اب مضمحل ہوگئی ہی اور اسکی حمایت و اعانت سے مقلدین نے خاموشی اختیار کی ہے - لہذا اسکی نفی و ابطال مین اب قلم اٹھانے کی چندان حاجت باقی نہین رہی - اور مذہب نیچر کے ابطال مین آجکل کوئی اخبار یا رسالہ مستقل (سوا اسی رسالہ شاعۃ السنہ کے) شایع نہین ہوتا اور ضرر اس مذہب کا بیعلمون مین پہیلتا جاتا ہی **اسکی وجہ یہ نہین** (جیسا کہ مقلدین تہذیب الاخلاق خیال کرتے ہین) کہ تہذیب الاخلاق (اس مذہب کے معدن و منبع کے مضامین حق ہوتے ہین اور وہ پر زور دلائل سے مدلل - اسلئے وہ دلونپر فوراً اثر کرتے ہین

مطبع مصطفائی لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

بلکہ وجہ اسکی یہ ہی کہ آزاد منش لوگ (جنکی بہیمیت انکی ملکیت پر غالب ہے) قید شریعت سے آزادی چاہتے ہین اور جو کچھ انکا نفس امارہ چاہتا ہی اسمین وہ خود مختاری پسند کرتے ہین - اور بر طبق اخرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ کھانے پینے سونے جاگنے بولنے وغیرہ لذات کے حاصل کرنیمین وہ ہوائے نفس کے تابع ہونا شعار رکھتے ہین - اور کتاب تہذیب الاخلاق نے (جسنے صدہا قیود احکام شریعت کو فقط ایک مضمون (مذہب معاشرت) سے متعلقین کے پاؤن سے نکال دیا ہی - اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے غلط معنی بتاکر آزاد منش لوگو کو مخمور ہوائے نفس کے گھوڑے پر سوار کر دیا ہی - اور حقیقت اسلام کو فقط اعتقاد توحیدات ثلثہ (یعنے توحید ذات توحید صفات توحید عبادت) مین منحصر کرکے ان توحیدات کی اقراری کو (گو وہ کیسا ہی فاسق احکام شریعت سے خارج ہو - نماز نہ پڑہے روزہ نہ رکھے زکوۃ نہ دے حج نہ کرے - شراب پیے زنا کرے) دوزخ کی آگ سے بیذر کر دیا ہی) آزاد منشون کو قید شریعت سے آزاد کر دیا ہے اور کھانے پینے پہننے سونے نفسانی لذات کو حاصل کرنیمین خود مختار بنا دیا ہے - پس وہ انکے مضامین کو ہوائے نفس کے موافق پاتے ہین تو اسکو آنکھون سے لگاتے اور بلا تحقیق و تامل سپر ایمان لاتے ہین آپ انمین تو ہنوز اعتراف توحید یا وجود باری کو جزو اسلام و شرط نجات ٹھیرا رہا ہے - اگر کوئی اس قید کو بھی اڑا دے اور خدا کے وجود ہی سے انکار کرے تو اسکی بات کو متعان ہوائے نفس زیادہ مانین - اور اسکے اتباع اسکی نسبت زیادہ ہو جاوین **پنجاب مین** یہ بلا پھیلنے لگی ہی - ایک ہندو فقیر نے اسبات کیطرف دعوت شروع کی ہی جسکا اتباع صدہا نفس مسلمانون نے اختیار کر لیا ہی اور ایک حصہ مسلمان ضلع گورداسپور اسکے ساتھ ہو گیا ہے **برھم دھرم** بھی اسکے نظیر ہو سکتے ہین - وہ آپ بڑھکر آزادے دیتے ہین تو انکا اتباع مسلمان بھی اختیار کرتے جاتے ہین - اور متقلدین تہذیب کا یہ گمان (کہ تہذیب کا دلونپر اثر پر زور دلائل کے سبب سے ہی) محض غلط ہی اسکے اکثر مضامین پر پر زور دلائل تو کیا کوئی ضعیف دلیل بھی قائم نہین ہوتی - اکثر جگہہ مجرد خیالات

(210)

حصہ اول

تتمہ جواب سوال عاشر

سنبھلو سوالات متعلق بحث کانشش جو صفحہ ۲۱۱ مین تمام ہوا تھا

تنظیر

اسکی پوری مناسب نظیر یہ ہے کہ ہم بھی قسم کے عقلی اصول سے کسی ڈاکٹر یا طبیب کی سچائی اور فن ڈاکٹری مین اسکی پیشوائے پہچان سکتے ہین وسع ذلک ان اصول کے ذریعہ سے خود ڈاکٹری کے اصول فنون کو (جو ڈاکٹر سے مخصوص ہین) جان نہین سکتے -

ایسا ہی ہم اور صناعات (جیسے تار برقی کے ذریعہ سے خبر پہنچانا - ریل گاڑی چلانا - سونا - چاندی کھرا کھوٹا پہچان لینا - سونے لوہے - لکڑی - کپڑے کی چیزین بنا دینا کے

† (ترجمہ یہ کہ جیسی آلت ہماری طبیعت کی ڈاکٹر بتاتا ہی ویسی ہماری طبیعت مین پائی جاتی ہی - اور جو دوا وہ تجویز کرتا ہی وہ ہماری طبیعت کے موافق ہوتی ہی - نہ اسکی کلام کو تمام حالات سے مخالف ہوا ہی نہ اسکی ایک بات کو دوسری سے مناقض - پس ان تو سچ اسکو ہم ڈاکٹر جان لیتے ہین ان اصول فنون ڈاکٹری کو کچھ خبر نہین رکھتے - **حاشیہ**

ماہرین کی سچائی اور ان فنون مین رہنمائی عقلی اصول سے پہچانتے ہین - مگر ان اصول سے خود ان فنون کو نہین جانتے اسیطرح ہم ان عقلی اصول سے نبی کے سچائی اور رہنمائی کو جو عالم ناسوت کے واقفیت سے ہے جان لیتے ہین - ولیکن ان اصول سے احکام شرعیہ نبویہ کو جو عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ہین از خود جان نہین لیتے -

اسکا مہر اور سبب حقیقت نبوت اور اسکے خواص کے بیان سے معلوم ہو سکتا ہے سو قلم مین آتا ہے - اور یہ وہ مبحث اثبات نبوت ہی جسکا ذکر صفحہ (۱۱۰) و (۱۹۵) مین گذر چکا ہی اور کئی مسائل کا ثبوت اسپر حوالہ کیا گیا ہی - فاقول بتوفیق اللہ و توفیقہ وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل علیہ اعتمادی وبہ ثقتی -

مبحث اثبات نبوت

حقیقت نبوت اور اسکی خواص کا بیان چند مقدمات کی تسلیم پر موقوف ہی - از انجملہ بعض مقدمات بمنزلہ علوم متعارفہ یا اصول

سو موعہ ہین یعنی بداہت عقل سے ثابت ہین - یا فریقین کے نزدیک مسلم - اور بعض جو نظری یا مختلف فیہ ہین وہ بدلائل ثابت کئی جاتے ہین -

مقدمہ اولی - صانع عالم اور اسکا مدبر و متصرف (جسکو بلفظ اللہ - یا خدا - یا یہوا - یا نرنکار - یا گاڈ مختلف زبانون مین تعبیر کرتے ہین) موجود ہے - اور اپنی ذات سے قائم اور کل عالم کا قیوم یعنی سبب قیام -

ہر چند یہ مقدمہ ہمارے مخاطبین (اصلی پیرسٹ یا اسکے اتباع نیچری مدعیان اسلام یا برہم و دہرم وغیرہ) کے نزدیک مسلم ہے - لیکن اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا چل رہی ہے کہ جو اُس صانع کے قائل ہین وہ بھی اسکے وجود پر دلیل پوچھتے ہین - اور اپنے اس ایمان و تسلیم کی زیادتی و طمانیت چاہتے ہین - پس بنظر افادہ ان لوگون کے استفام مین ایک دلیل منجملہ دلائل اثبات وجود صانع بیان کیجاتی ہے - وہ یہ ہو کہ عالم کے اشیاء مین سے ہم جس چیز پر نظر ڈالتے ہین یا اسکو سونگھتے ہین یا ٹٹولتے ہین یا چھوتے ہین یا کان سے سنتے ہین یا زبان سے چکھتے ہین اسکو بصفت امکان موصوف پاتے ہین - یعنے نہ اسکے وجود ہونے کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسکے عدم یعنی نہونے کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسپر یہ حکم لگا سکتے ہین کہ اسکے لئے ہونا ضروری ہے اور وہ اسکی ذات مین قائم نہ ہو سکتے ہین کہ نہونا اسکا ضروری ہے اور اسکا ہونا محال و ممتنع -

اسکے نہونے کو اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ اسکو ظاہراً موجود دیکھتے ہین اگر نہونا اسکے لئے ضروری و لازم ذاتی ہوتا تو وجود اسکی طرف کبھی راہ نپاتا - اسکے ہونے سے ہم یقین کرتے ہین کہ نہونا اسکے لئے ضروری نہین ہے

ہونا اسلئے ضروری نہین ہے کہ کبھی کبھی انہین نہونا بھی مشاہدہ کرتے ہین ایک دفعہ سابق مین اسکے وجود سے پہلے ہم نہونا دیکھہ چکے ہین - اسوقت جبکہ ہم تھے اور وہ چیز نہ تھی - جسکو ہم عدم سابق سے تعبیر کرتے ہین - اور ایک دفعہ اسکے وجود کے بعد اسمین نہونا کا مشاہدہ

دلیل اثبات وجود صانع

(۲۱۱)

کر چکے ہین - جب اسکو موجود ہو کر معدوم ہوتا دیکھ چکے ہین جسکو ہم عدم لاحق سے تعبیر کرتے ہین -

اس عدم سابق و لاحق سے ہم یقین کرتے ہین کہ ہونا اسکے لئے ضروری و لازم ذاتی نہین - و مع ذلک اسکو موجود دیکھتے ہین تو اُسکے وجود کا مخزن اور سبب جسنے اسکو وجود عطا کیا - اور اسکو عدم پر ترجیح و غلبہ دیا تلاش کرتے ہین - پس اگر اس مخزن کو ویسا ہی ممکن الوجود (جسکا ہونا نہونا دونون ذاتی نہون) تجویز کرتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال سمجھتے ہین نہ وہ ممکن الوجود اپنے آپ وجود مین آسکیگا نہ کسی اور چیز کا مخزن و سبب ہوسکیگا -

اور ایسی چیز کے لئے ہونا ضروری ہے اور اسکو ممتنع الوجود کہا جاتا ہے خود مخزن ہونیکے لائق نہین ہے - پس لاچار و باضطرار ایسے ذات کا مخزن ہونا ضروری سمجھتے ہین جسکا وجود ذاتی ہے - اور اسکے ذات کے لئے لازم و ضروری - اسیکو ہم صانع - خالق - واللہ وغیرہ -

کہتے ہین

شاید اس دلیل پر دہریہ یا تناسخیہ ایہ اعتراض کرین کہ اس دلیل کے بنا رموجودات کے عدم سابق اور عدم لاحق پر ہے - اور یہ عدم ہنوز مسلم نہین جسکو تم عدم سمجھتے ہو وہ محض عدم نہین ہوتا - اگر ہے تو عدم اضافی یعنی کسی خاص صورت یا حالت کا عدم ہے - مثلاً ایک وقت مین ایک آدمی یا مزغ کا عدم ہے تو اسکی خاص صورت انسان و مزغ کا عدم ہے - اسکے مادہ کا (جو نطفہ یا بیضہ ہی) عدم نہین ہے - اس نطفہ یا بیضہ کا ایک وقت مین عدم ہے تو وہ بھی محض عدم نہین - اسکا مادہ جس سے وہ نطفہ یا بیضہ پیدا ہوتا ہے کہین نہ کہین تو موجود ہے - یہ تو عدم سابق مین کلام ہے -

ایسا ہی عدم لاحق محل کلام ہے - جسکو بعد وجود عدم سمجھتے ہو وہ بھی محض عدم نہین ہوتا - ہی تو خاص صورت کا عدم ہے مثلاً ایک انسان ایک وقت مین مرگیا اور بوسیدہ ہوکر خاک مین مل گیا تو اسکے خاص صورت

انسانی کا عدم ہوا۔ اسکا مادہ (جو خاک ہوگیا ہے) وہ تو معدوم نہین ہوا الحاصل موجودات کا نہ سابق مین عدم محض تھا نہ لاحق مین ہوتا ہی۔ مادہ اشکا قدیم سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ فقط صورتون کا ادل بدل ہوتا ہی جسکو عدم اضافی کہا جاتا ہے نہ عدم محض۔ جب عدم اشیاء عالم مسلم نہین ہی تو مخزن و سبب وجود کی اسکو کیا حاجت ہے۔

یہ اعتراض اُن دلائل قطعیہ عقلیہ سے (جو بطلان قدم عالم و بطلان تناسخ پر قائم ہین) اچھی طرح سے مندفع ہوسکتا ہی۔ ولیکن ان دلائل کے بحث و تفصیل اسمقام مین اسلئے نہی۔ اور ہمارے اصل مقصد (اثبات نبوت) کے ملتوی ہونیکا سبب بنتی ہے۔ لہذا ان دلائل کو ہم کسی دوسرے موقع پر حوالہ کرتے ہین اور اسمقام مین ایک ایسا جواب جس سے بتقدیر تسلیم قدم عالم وجود صانع کا اثبات ہوتا ہی بیان کرتے ہین —

جو کوئی دلائل بطلان قدم عالم و بطلان تناسخ کو دیکھنا چاہے وہ کتب کلامیہ خصوصا

مطالب عالیہ فخر الدین رازی و اقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی کو ملاحظہ کرے

وہ **جواب** یہ ہی کہ اگر چہ تمنے ہیولے یعنے مادہ عالم کو قدیم کہا ہی اور اسکے عدم سے انکار کیا ہے ولیکن صورت کے حادث ہونے اور معدوم ہوجانے سے تو تمکو بھی انکار نہین۔ پس ہم مادہ کے ذکر کو چھوڑکر صورت ہی کے عدم سے وجود صانع کا اثبات کرتے ہین۔ اور خاص کر اسی کی نسبت یہ کہتے ہین کہ صورت اشیاء عالم کو ہم بصفت امکان موصوف پاتے ہین۔ نہ اسکے وجود کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسکے عدم کو ضروری جانتے ہین بعینہ اسی تقریر و دلیل سے جو سابقا لکھ چکے ہین۔ و مع ذلک جب صورت کو موجود دیکھتے ہین تو اسکے لئے مخزن وجود کوئی ویسی ہی صورت تجویز کرتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال جانتے ہین اسی دلیل سے جو سابقا بیان کرچکے ہین۔ اور خود مادہ کو اس مخزن ہونیکے لائق نہین پاتے۔ اسلئے کہ وہ اپنے وجود مین خود صورت کا محتاج ہے۔ بدون صورت

اپنے آپ مین وہ کبھی موجود نہین ہوا- اور نہ ایسا ہونا ممکن ہی- چنانچہ علم فلسفہ مین مدلل ہوچکا ہے- اسلئے اسکو مخترع و سبب وجود نہین کہہ سکتے آخر لاچار و بالاضطرار ایسے ذات کا (جس کا وجود ضروری ہو اور اسکے ذات کا وجود لابدی لازم) مخترع و سبب وجود صورت ہونا ضروری سمجھتے ہین- اور اسیکو صانع و خداوند عالم اور اللہ تعالے کہتے ہین

مقدمہ ثانیہ باوجود اعتراف وجود صانع عالم کے عامہ خلائق نہ اسکے ذات کی حقیقت کو جانتے ہین نہ اسکی صفات کی- نہ اسکے وجود کی کیفیت بیان کرسکتے ہین نہ اسکے صفتون کے- سب کوئی بن دیکھے بے سمجھے بوجھے اقتضاء دلیل سے یا ایک دوسرے کی تقلید سے اسکو مان رہا ہی- یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے و مع ذالک اسکا ثبوت نمبر سابق مین بسبغہ ۱۰ گذر چکا ہی

مقدمہ ثالثہ ہر موجود کے لئے محسوس ہونا- یعنے دیکھنے سننے چھونے سونگھنے مین آجانا ضروری نہین ہے- جائز و ممکن ہے کہ ایک چیز موجود ہو اور حواس مین نہ آوے- ایسی چیز کے وجود پر کوئی دلیل قائم ہو تو اسکی تسلیم واجب ہے اور اس سے انکار خلاف عقل- اسکی تمثیل جو بمنزلہ دلیل ہے وجود صانع عالم ہے- یا وجود روح- جو حواس مین نہین آتے- اور بشہادت دلیل تسلیم کئے جاتے ہین-

مقدمہ رابعہ محال اور ممکن مجہول الکنہ مین فرق ہی- محال وہ ہی جسکا مفہوم وجود سے انکار کرے اور اسکا ہونا ضروری معلوم ہو جیسے اجتماع نقیضین ہی- یعنے ایک چیز کا ایک آن مین ایک ہی وجہ سے ہونا اور نہ ہونا-

ممکن مجہول الکنہ وہ ہی جسکے مفہوم کو وجود سے انکار نہین ہی- اور اسکا ہونا ضروری نہین ہے بلکہ ہونا ضروری ہی یا ممکن و مع ذالک اسکی حقیقت و کیفیت سمجھہ و ادراک سے خارج ہے اسکی بھی تمثیل بمنزلہ دلیل ذات صانع یا وجود روح ہے- اول واجب الوجود ہی اور ثانی ممکن الوجود- و مع ذالک دونون مجہول الکنہ ہین-

یہ مقدمہ بھی معترفین وجود صانع

+ یہان ممکن سے امکان عام مراد ہی جسمین سب موجودات جانب خلق کی ہوجاتی ہی- اور وہ واجب اور ممکن خاص دونون کو شامل ہوجاتا ہی چنانچہ دوامکان علم منطق پر مخفی نہین-

حاشیہ

دو جود روح کے نزدیک بنظر اصول موضوعہ کے ہے - زیادہ بحث و استدلال کا محتاج نہین و ہ ذلک مقدمات سابقہ اسپر دلیل ہو سکتے ہین - جو انمین نزاع کرے وہ پہلے ان مقدمات کا جواب سوچ لے -

مقدمہ خامسہ موجودات عالم سے جس چیز کو انسان اپنی قوت انسانی سے جانتا ہے بواسطہ حواس خمسہ (دیکھنے سونگھنے - چکھنے چھونے - سننے) کی جانتا ہی - اور جو چیز منجملہ موجودات اسکے حواس مین نہ آوے اسکو بقوت انسانی جان نہین سکتا -

یہ مقدمہ بھی بنظر اصول موضوعہ ہے یا یون کہئے کہ بداہت عقل سے ثابت ہی اسکے نزاع و مقال کی یہان مجال نہین و ہم ذلک بذکر چند تمثیلات اسکی توضیح کیجاتی ہے *

تمثیلات

(۱) ہم سطح زمین کے مختلف الوان و مختلف اقسام دیکھتے ہین - کہین سرخ کہین سیاہ کہین سبز کہین مدر کہین سخت کہین نرم ولیکن ہم کرہ زمین کے مرکز (یعنے بیچا بیچ کے نقطہ) کا حال نہین جانتے اور اسکی کیفیت بتا نہین سکتے کہ وہ کس رنگ کا ہی - اور کیسا - بلکہ یہ بھی بتا نہین سکتے کہ وہ کونسا ہی - اور ٹھیک وسط زمین کا کہان ہے اسیطرح افلاک اور ستارون کے وہ کیفیات و حالات (جنکو ہم نہ آنکھ سے دیکھ سکتے ہین نہ کسی آلہ سے دریافت کر سکتے ہین) جان نہین سکتے -

(۲) پیدائش عالم کی نسبت ہم انسانی طاقت سے یہ علم نہین رکھتے کہ اس سے پہلے کیا تھا اور عالم کیونکر پیدا ہوا - اور وہ بعد فنا کے (جسکو ہم روزمرہ کی فانی اشیاء مین دیکھتے ہین کہ وہ بزعم تناسخیہ یا فلاسفہ صورۃ ہی کیون نہون) کیا ہو جاتا ہے -

(۳) خدا تعالے کی صفات و ارادات کو بھی ہم عقل سے جان نہین سکتے کہ وہ کیا کرتا ہی اور کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اور کیا نہین چاہتا

اسکا سر یہ ہی کہ ارادات و صفات کا جاننا علم ذات کی فرع ہے - جب ہم اسکی ذات کو جان نہین سکتے تو ہم

افعال وارادات کو کسطرح جان سکتے ہین۔
وہ تو خدا ہی بچون ہے جسکے ذات وحقیقت ہماری ادراک سے باہر ہے
ہم اپنے ہمجنسون (جنکے حقیقت ہم سمجھتے اور بلحاظ مخمخہ سے مشاہدہ کرتے ہین) کی ارادات پر مطلع نہین ہوتے اور کسیکے دل کی بات کو جب تک وہ خود نہ بتادے یا اُسپر کوئی دلیل یا علامت نصب نکرے جان نہین سکتے۔

شائد نیچر کو مذہب بنانے والی اس مثال سوم مین نزاع کرین اور اسبات کے مدعی ہوجاوین کہ خدا تعالے نے اپنی ارادات پر دلیل علامت (نیچر یا قانون قدرت) قائم کردی ہے۔ اس سے اسکی ارادات ومرضیات پر اطلاع ممکن ہے۔ چنانچہ دلائل وقرائن سے اپنے ہمجنسون کے ارادات پر ہمارا مطلع ہونا تمہارے نزدیک بھی مسلم ہے

ولیکن یہ نزاع انکی اسوقت بجا ہے اور یہ دعوے تب زیبا ہے جبکہ وہ پہلے وجود قانون قدرت کو مشخص کرین۔

اور بکام مرضیات وارادات الہی پر دلیل وعلامت ہونا ثابت کردکھادین۔ اور یہ امر ہنوز معرض عدم مین ہے کوئی دلیل اسکے ثبوت پر قائم نہین ہے پس یہ نزاع اور یہ دعوے جو اسکے ثبوت کی فرع ہے کیونکر صحیح ولائق سماعت ہوسکتا ہے۔ اور جو اسمین بحث وکلام ہے وہ بتفصیل ہمارے ابحاث سابقہ مین جو کاشنس و نیچر کے متعلق گذر چکے ہین موجود ہے۔ اسمقام مین ایک تقریر متضمن تمثیل اسکی تائید مین بیان کیجاتی ہے

وھو ھٰذا

پیدائش عالم اور اسکی مرئی ومحسوس حالات (جنمین کسیقسم کا عقل کو دخل نہین اور انکو نیچر کہنے مین ہمکو نزاع نہین) مین سے عمدہ سی عمدہ چیز اپنی غرض کے مفید دیکھتے ہین تو اسکے کرنے یا کام مین لانیکو متعلق رضا وثواب وامر الہی نہین کہہ سکتے ایسا ہی بری سی بری چیز اپنی غرض کے مضر ومخالف کو دیکھتے ہین تو اسکے کرنے اور کام مین لانیکو مورد غضب وعذاب

دممانعت منجانب الٰہی قرار نہین دی سکتے

پہلی چیز کی مثال شکر منعم و تریاق السوم ہے

دوسری کی مثال کنین نعمت و زہر قاتل ہے

زہر کو ہم سبب ہلاکت جانتے ہین اور بحکم عقل اسکے کھانے کو برا سمجھتے ہین اور اسے بچنا واجب جانتے ہین - پر اسبات کو قبول اسکے کہ خدا یتعالے اپنا حکم اسکی نسبت ظاہر کرے - ہم خدا کیطرف نسبت نہین کر سکتے - اور اسکے کھانے کو متعلق غضب و عذاب و ممانعت خداوندی نہین کہہ سکتے اور اسپر زہر کے بیچر (بغیر) اسکے وجود یا تاثیر سمیت و ہلاکت کو دلیل و علامت نہین ٹہیرا سکتے - اور اسکی وجہ کوئی نہین پاتے - اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ خدا یتعالے نے اپنی خوشی سے انسان کی بنیاد قائم کی ہے اور زہر اُس بنیاد کی منہدم کرنیوالی ہے اسلئے اسکا کھانا خدا تعالے کی ناخوشی کا متعلق ہو سکتا ہے - تو اسکے مقابلہ مین ہمکو یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر اس بنیاد کا قائم رکھنا خدا تعالے کی خوشنودی کا متعلق ہے تو خدا یتعالے اسکو خود کیون منہدم کر دیتا ہے - ہزارون انسانون کو (جنکا مرنا ہم پسند نہین کرتے) کیون مار ڈالتا ہے؟ اسکی وجہ اگر یہ سوچین کہ اسکو آپ منہدم کرنا اسکی خوشی مین داخل ہے دوسرے کا منہدم کرنا وہ پسند نہین کرتا - تو اسکے مقابلہ مین یہ خیال آتا ہے کہ اور کوئی اسکو منہدم کرنا چاہتا ہے تو وہ بدون استعانت وسائل قتل (جیسے زہر ملوار - قوت بازو - دل خونخوار) اسکو منہدم نہین کر سکتا اور ان وسائل کا بہم پہنچانا فقط خدا کا کام ہے پس اگر خدائے تعالے اسکا منہدم کرنا پسند نہین کرتا تو اسکو وہ وسائل کیون بہم پہنچا دیتا ہے - اور ان وسائل ہلاکت کو اُسنے پیدا ہی کیون کیا -

اسی تقریر سے یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ تریاق کو ہم صحت و سلامتی کا سبب سمجھتے ہین - اور اسکے استعمال کرنیکو بحکم عقل واجب جانتے ہین پر اسبات کو خدا تعالی کیطرف نسبت نہین کر سکتے اور تریاق کے بیچر کو اسبات پر

(۲۱۶)

کہ خدا اسکے کھانے مین راضی ہو دلیل نہین ہوسکتی

کفران نعمت کو آپسمین ایک دوسرے کے

حق مین بہت بڑی چیز سمجھتے ہین اور اسکے مقابلہ شکر نعمت کو واجب خیال کرتے ہین - (لیکن خدا تعالے کی نسبت ہم یہ باتین (بدون اسکے کہ وہ ان باتونکو اپنی نسبت ظاہر کرے) تجویز نہین کرسکتے اور مفہوم ولوازم کفر و شکر سے جسکو نیچہ سے تعبیر کرتے ہین وجوب شکر و حرمت کفر نعماے الٰہی نکال نہین سکتے - اسلئے کہ جو وجوہ حسن و قبح وجوب و حرمت شکر و کفر ہم آپسمین کے شکر و کفر مین مشاہدہ کرتے ہین وہ خدا کے شکر و کفر مین ممکن نہین دیکھتے - ہم آپسمین کے شکر کا فائدہ شاکر کے حق مین یہ دیکھتے ہین کہ شکر سے اسکی نعمت زیادہ ہوتی ہے اور شکور کے حق مین یہ کہ اسکی عزت زیادہ ہوتی ہے جس سے اسکو فرحت پیدا ہوتی ہے اور کفر کا نقصان حق کافر یہ دیکھتے ہین کہ اس سے نعمت چھینے جاتی ہے اور دنیا مین اسکو ذلت ملتی ہے - اور جو منعم جسکے حق مین کفر ہوا یہ کہ اسکی تعظیم مین قصور ہوتا ہے - اسکے سوا یہ کہ اسکے انعام پہلے کفر کرنے والون پر رفتہ رفتہ اسکی عزت و تعظیم کا نام و نشان تک نہین رہتا - اس سبب سے اسکو رنج پیدا ہوتا ہے - اور اس قسم کے فائدہ و نقصان خدا کے کفر و شکر مین ہرگز متصور نہین ہین - خدا کو نہ شکر سے کچھ فائدہ ہے نہ کفر سے نقصان اسلئے کہ اسکے کمالات غیر سے حاصل نہین ہین - رہا نفع و نقصان شکر و کفر بندہ شاکر و کافر کا سو یہ بھی بحکم عقل متصور نہین - آخرت مین کہو تو عقل اسکی اثبات و ادراک سے قاصر ہے - دنیا مین کہو تو وہ بھی بتجویز و تسلیم عقل سے باہر ہے جس حالت مین عقل صاف مشاہدہ کرتے ہی کہ بارہا خدا تعالے کفر نعمت کو بند نہین کرتا اور شکر پر کچھ بڑھا نہین دیتا تو پھر وہ کسطرح نفع و نقصان دنیاوی کو شکر و کفر کے لوازم سے سمجھہ سکتے ہی - اسباب مین

امام رازی نے کتاب **محصول** مین عجیب بحث کی ہے - اسکا نقل کرنا اسمقام مین موجب زیادت بصیرت ناظرین معلوم ہوتا ہے -

فقال الفصل الثامن فی ان شکر المنعم	آپ فرماتے ہین اسمین فصل اس بیان مین ہی کہ خدا کا شکر

غیر واجب عقلا وقالت المعتزلۃ بوجوبہ عقلا
لنا النص والمعقول اما النص فقولہ تعالی وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا وقولہ تعالی رسلا
مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل
واما المعقول فھو انہ لو وجب لوجب لما افادہ لکنہ
لا فائدۃ والقسام باطلان فالقول بالوجوب باطل
انما قلنا انہ لا یجوز ان یکون فائدۃ لان تلک الفائدۃ
اما ان تکون عائدۃ الی المکلف او الی غیرہ والاول
باطل لانہ تعالی غنی عن جلب المنافع ودفع المضار
والثانی باطل لان الفائدۃ العائدۃ الی الغیر اما
جلب المنفعۃ او دفع المضرۃ لا جائز ان یکون
ذلک لجلب المنفعۃ لوجوہ الاول ان جلب النفع
غیر واجب فی العقل فبعض البراہمۃ لا یجب۔ الثانی انہ یمکن خلو الشکر عن جلب النفع
لان الشکر لما کان واجبا فادائہ واجب
لا یقتضی مثوبۃ اخر
الثالث ان اللہ تعالی قادر علی ایصال کل المنافع
بدون تحمل الشکر فکیف یتوسط ھذا الشکر
غیر واجب عقلا لا جائز ان یکون لدفع المضرۃ
عاجلۃ وھو باطل لان الاشتغال بالشکر
مضرۃ عاجلۃ فکیف یکون دافعا للمضرۃ

حکم عقلی واجب نہیں ہو سکتا۔ معتزلہ کہتے ہیں عقل
ہی واجب ہے۔ ہماری دلیل عدم وجوب پر نقلی بھی ہے
اور عقلی بھی **نقلی** یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ہم کبھی عذاب
نہیں کرنیوالے جب تک رسول نہ بھیجیں۔ اور فرمایا
رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے
ہمنے اسلئے بھیجے ہیں کہ یہ لوگ خدا کے سامنے
کوئی عذر باقی نہ رہے **دلیل عقلی** یہ کہ اگر شکر
واجب ہو تو کسی فائدہ کے لئے ہو گا یا بلا فائدہ
اور یہ دونو صورتیں یہاں ممکن نہیں۔ فائدہ کی
صورت اسلئے ممکن نہیں کہ فائدہ کیا تو خدا کے
لئے تجویز ہو گا اور کیا بندہ کے لئے۔
خدا کے لئے تو ہو نہیں سکتا۔ اسلئے کہ وہ لوگوں
سے فائدہ اُٹھانے اور لوگوں کے ضرر سے
بچنے سے پاک ہے بندہ کا فائدہ اسلئے ممکن
نہیں کہ وہ فائدہ کیا منفعت لینے کا ہو گا اور کیا کسی ضرر
کے اُٹھانیکا منفعت لینے کا فائدہ دو تین وجہ سے ممکن ہے
از انجملہ وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بسبب منفعتین بلا واسطہ
شکر کے بھی پہنچ سکتا ہو (بلکہ پہنچا رہا ہے) پس شکر
کو تحصیل منفعت کا وسیلہ بنانا واجب نہ ہوا۔ اور
ضرر اُٹھانے کی منفعت اگر دنیا میں کہو تو غلط ہے
اس لئے کہ شکر میں مصروف ہونا (یعنے نماز

† وجہ اول الخ نہم عوام۔ یعنی بسلسلی الکلام جلد ۱۲ حاشیہ

(۲۱۵)

العاجلة وامانيكن الدفع مضرة آجلة وهو
باطل لان القطع بحصول المضرة عند عدم الشكر
فما يمكن ان المشكور يثيب الشكر ويسوء الكفران
فاما من كان منزها عن السوء كالله تعالى
بالنسبة اليه فلم يكن بحصول العقاب على الشكر
بل احتمال العقاب على الشكر قائم من وجوه الاول
احدها ان الشاكر ملك المشكور فاذا انعم
على الشكر بغير اذنه تصرف في ملك الغير بغير
اذنه من غير ضرورة وهو لا يجوز

وثانيها ان العبد اذا حاول اجازاة
المولى على انعامه عليه استحق المذمة والعقاب
اشتغال الشكر
اشتغال بالمجازاة فوجب ان لا يجوز

وثالثها ان من اعطاه الملك العظيم كسرة
من الخبز او قطرة من الماء فاشتغل في
اثنى محافل العظيمة بذكر تلك النعمة وشكرها
استحق به وبكل نعمة اخذ بالقياس
حرمان
وجد بسبب فعل لم يستحق
فقد بسبب شكره

اور گذرنا وغیرہ) دوم تعذیب ہے پس ہمیں دنیا دی ضرر
کا اٹھانا کیا ہوا اور اگر آخرت میں کہو تو ناممکن ہے اسلئے
کہ تارک شکر نے برخلاف تیقن ہو سکتا ہے جب خدا کو شکر سے
فرحت ہو اور کفر سے رنج پہنچے - جب وہ اُن سے پاک
ہے تو ترک شکر پر حصول ضرر متیقن نہیں ہے -
بلکہ ادائے شکر پر چار وجہ سے عذاب کا احتمال ہے
(۱) بندہ شاکر خدا کا ملک ہے (اور اسکا شکر
وغیرہ افعال بھی اسکے ملک) پس اسکا بدون اجازت
مالک شکر کرنا خدا کے ملک میں بلا اجازت تصرف کرنا
ہے جو جائز نہیں -

(۲) جب غلام اپنے مالک کے اُسکے انعام پر جزا
دینا چاہئے تو وہ سزا کے لائق ہوتا ہے -
اور شکر سے مشتغل ہونا یہی کام ہے - پس یہ بھی
جائز نہونا چاہئے

(۳) جسکو ایک بڑا بادشاہ ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک قطرہ
پانی کا دے اور وہ بڑے بڑے مجلسوں میں
اس ادنی چیز پر بادشاہ کا شکریہ ادا کرنے لگے تو وہ
مستحق سزا ہوتا ہے اور دنیا کی تمام نعمتیں جنپر
شکر کرنا چاہتا ہے خدا تعالے کے خزانوں میں وہی
نعمتیں کی نسبت کچھ تین پس شاید وہ اس شکر کے
سبب عذاب کا مستحق ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ورابعها لعله لا یصدی الی الشکر اللائق فیاتی بغیر اللائق فیستحق العقاب

وانما قلنا انه لا یمکن ان یجب لانفائدة لوجهین -

الاول ان ذلك عبث وانه قبیح

والثانی ان المعقول من الوجوب تعلق الذم والعقاب علی الترك فاذا انتفی ذلك انتفی تحقق الوجوب

(۴) یہ عقل ہی اسکا شکر کریگا تو شاید وہ طریق شکر جو اسکے لائق تھا اسکو نہ ملے اور جو شکر اسکے لائق نہ ہو بجالاوے پس عذاب کا مستحق ہو جاوے

(یہ تو فائدہ ہونیکی شق پر کلام ہی) اور جو ہمنے کہا ہی کہ بلا فائدہ بھی وجوب شکر کی صورت ناممکن ہے اسکی دو وجہ ہین

(۱) بلا فائدہ کام عبث کہلاتا ہی اور وہ قبیح ہی

(۲) وجوب کے معنے یہی ہین کہ اسکے نکرنے پر عذاب و ملامت ہو - اور جب یہ امر منتفو ہے (چنانچہ اصل مسئلہ حسن قبح عقلی مین ثابت ہو چکا ہی) تو وجوب کیونکر ممکن ہے

(نقل اعتراضات ومعارضات معتزلہ)

فان قیل لم لا یجوز ان یقال یجب لعبد کونه شاکرا وذلك لان وجوب کل شی لو کان لاجل شی آخر لزم التسلسل فثبت انه لا بد وان ینتهی الی ما یکون واجبا لذاته وعندنا الشکر واجب لنفسه کونه شکرا کما ان دفع الضرر عن النفس واجب لنفسه کونه دفعا للضرر ولذلك فان العقلاء یعلمون وجوبه عند ما یعلمون کونه شکرا للنعمة وان لم یعلموا جهة

(۱) اگر کوئی معتزلی وغیرہ اعتراض کرے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ شکر بذات خود شکر ہونیکے سبب سے واجب ہے اسکے وجوب کے لئے اور وجہ تلاش کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہی - ورنہ سلسلہ وجوبات ختم نہو - جو وجہ نکالی جاوے اسکی وجہ اور نکالنی پڑیگی اسلئے ضرور ہوا کہ شکر کو بذات خود واجب کہا جاوے (چنانچہ دفع ضرر ضرر ہونیکے سبب سے واجب ہی اسلئے عقلا ہر علم ہر بات کے کہ وہ شکر ہے اسکو واجب جانتے ہین اگرچہ اسکی وجہ نہین پہچانتے -

نزلن سوھذا المقام فلم لا یجوز ان یقال
وجب الشکر علیہ لدفع ضرر الخوف وذلک
لانہ یجوز ان یکون خالقہ طلب منہ تحصیل
الشکر علی ما انعم بہ علیہ فلو لم یقدم علی
الشکر کان مستوجبا للذم والعقاب
اقصی ما فی الباب ان یقال انہ کما یجوز ھذا
یجوز ایضا ان یکون قد منعہ من الشکر لتلک الوجوہ
الاربعۃ المذکورۃ فی الاستدلال لکن
الظن الاول اغلب لان المشتغل بالخدمۃ
والمواظب علی الشکر احسن حالا من المعرض
عن الخدمۃ والمتغافل عن الشکر

واما تمثیل نعم اللہ تعالیٰ بکثرۃ الخبز
فلیس ببعید لان خلقۃ العبد واحیاءہ
واقدارہ وما منحہ من کمال العقل
وتمکینہ من انواع النعم اعظم من جمیع خزائن
ملوک الدنیا ثم ما اکرمھم بہ بعد تمام ھذہ
النعم من بعثۃ الرسل الیھم وانزال الکتب علیھم
وقد صح داؤد وسلیمان علیھما السلام انا نشکر فی
قولہ تعالیٰ وقالا الحمد للہ الذی فضلنا
علی کثیر من عبادہ المومنین ولیس یخفی
ان کان تعالیٰ قادرا علی اضعاف ما منحہ

(۲) ہنے رسبات کو چھوڑ، پھر بھی یہ کہ سکتے ہین کہ
شکر مضرر خوف کے اٹھانے کے لئے واجب ہو کیونکہ
احتمال ہے کہ اسکے خالق نے اس سے بعوض
نعمت پرلے سرے کا شکر چاہا ہو سو اگر یہ اسکی طرف
متوجہ نہوگا تو عذاب کا مستحق ہوگا۔

(۳) اسمین بھی بہت کہوگے تو یہ کہوگے کہ جیسا
یہ احتمال ہے ویسا ہی شکر کی ممانعت کا بھی
احتمال ہے چنانچہ تمنے چار وجہ سے اسکو
مدلل کیا ہے ولیکن احتمال اول یعنے شکر کا
طلب کرنا غالب ہے اسلئے کہ خادم اور شکر کا ملتزم بے پرواہ
اور غافل سے اچھا ہوتا ہے

(۴) اور جو نکڑی کی تمثیل لائی ہو وہ اچھی نہیں
اسلئے کہ خدا کا بندہ کو پیدا کرنا۔ نیک بدکی طاقت
دینا۔ عقل عطا کرنا۔ اقسام نعمتوں پر قادر کرنا۔ تمام
سلاطین دنیا کے خزانون سے بڑی چیز ہے۔
پھر ان نعمتون کے بعد رسولونکا بھیجنا اور کتابون
کا اوتارنا۔

اسپر داؤد و سلیمان علیہما السلام نے کھول کر کہا ہے
کہ خدا کا شکر ہی جسنے ہمکو اپنے بہت سے مومن بندونپر
بزرگی دی ہے اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جس حالت
مین خدا اُن نعمتون کے نسبت جو بندونکو اسنے

علیہ ہو من النعم ان یستحقر ما منحہ ایاہ کما ان الملک اذا اعطی قناطیر ذہب فانہ لا یستحقر ذلک لاجل ان خزانتہ بقیت مشتملۃ علی اضعاف مضاعفۃ علی ما اعطی

وہی مین بہت سی نعمتون کا مالک وقادر ہے تو وہ ان نعمتون کو جو بندونکو دے چکا ہے ذلیل نہین سمجھتا جیسے کوئی بادشاہ اگر کسیکو بہت سی خزانے بخشدے تو وہ اس نظسے کہ اسکے پاس اسکی نسبت کئی حصہ زیادہ باقی مین ان سی ہوئے خزانو نکو حقیر نہین سمجھتا

سلمنا ان وجوبہ لیس لفائدۃ زائدۃ فلم لا یجوز ذلک - قولہ انہ عبث والعبث قبیح - قلنا انتم تنکرون القبح العقلی فکیف تسلکتم بہ فی ہذا الموضع

(۵) ہمنے یہ بھی مانا کہ شکر کا کوئی فائدہ بن نہین سکتا - ولیکن یہ امر بغیر بلا فائدہ شکر کیون منع ہے؟ اسکی وجہ جو تمنے بیان کی ہو کہ وہ عبث کہلاتا ہو اور عبث قبیح ہوتا ہو اسمین ہم کہتے ہین کہ تم تو اس قبح عقلی کے قائل نہین پھر یہان اس سے کیون دست آویز کرتے ہو

سلمنا ان ما ذکرتموہ یوجب ان لا یجب الشکر عقلا لکنہ یوجب ایضا ان لا یجب شرعا فانہ یقال انہ تعالی اوجبہ لا وجہ اما لفائدۃ او لا لفائدۃ الی آخر التقسیم ولما کان ذلک باطلا بالاتفاق فکذا ما ذکرتموہ

(۶) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہارے دلیل سے ثابت ہوا کہ شکر بحکم عقل واجب نہین ہے ولیکن اسی دلیل سے یہ بھی تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ بحکم شرع بھی واجب نہو کیونکہ اسمین بھی یہ کہا جا سکتا ہی کہ اگر خدا نے شکر واجب کیا ہی تو کسی فائدہ کے لئے واجب کیا ہی یا بلا فائدہ - فائدہ کے لئے کہو تو ممکن نہین نہ خدا کو اس سے فائدہ نہ بندونکو بے فائدہ کہو تو عبث ہی اور یہ امر تو تمہارے نزدیک بھی باطل ہے - ایسا ہی وہ جو تمنے ہمارے مقابلہ مین ذکر کیا ہے

سلنا سہ دلیلکو ولکنہ معارض بوجوہ

(۷) ہمنے یہ بھی مانا کہ تہاری دلیل صحیح ہے لیکن اسکے مقابلہ مین دلائل مثبت وجوب شکر بھی موجود ہین -

الاول ان وجوب شکر المنعم مقرر فی بداھۃ العقول وما کان کذلک ولم یکن الاستدلال علی نقیضہ قادحا فیہ

دلیل اول وجوب شکر منعم بداہت عقل سے ثابت ہوتا ہے اور جو ایسا بدیہی امر ہو اسکے خلاف پر دلیل کچھ اثر نہین رکھتی اور اسکو توڑ نہین سکتی -

الثانی وھو ان من سہل الی طریقین وکان احدھما مخوفا والآخر مامونا فان العقل یقتضی سلوک الطریق الامن وھو ان الطریق المخوف وھھنا الاشتغال بالشکر طریق امن والاعراض عنہ مخوف فکان الاشتغال بالشکر اولی

دلیل دوم جو دو راستو پر پہنچے جنمین سے ایک امن کا راستہ ہو دوسرا خوف کا تو اسکی عقل یہی چاہتی ہے کہ امن کے راستہ چلے نہ براہ خوف - اور طریق شکر مین امن ہے اور اس سے بے پرواہ ہونا سبب خوف پس اشتغال شکر بہتر ہوا

الثالث انہ لو لم یجب الشکر فی العقول لم یجب طلب معرفۃ اللہ تعالی ایضا لانہ لا فرق فی العقل بین المبادین لو لم یجب طلب معرفۃ اللہ فی العقول لزم افحام الانبیاء لانھم اذا اظھروا المعجزۃ قال المدعو لی لھم لا یجب علی النظر فی معجزتکم لانہ لا نفع فی النظر فی معجزۃ من لا یجب طلبہ

دلیل سیوم اگر شکر خدا بحکم عقل واجب نہو تو خدا کی معرفت بھی واجب نہو کیونکہ اسمین اُسمین کچھ فرق نہین اور اگر خدا کی معرفت بحکم عقل واجب نہو تو رسولونکا ساکت کر دینا لازم آوے - اسلئے کہ جب رسول معجزہ ظاہر کرینگے تو لوگ انکو یہ کہہ سکینگے کہ تہارے معجزہ مین فکر کرنیکے بغیر حکم شرع ہمپر واجب نہین - اور شرع کا ثابت ہونا بغیر ہمارے فکر و تامل کے تہارے معجزات مین ممکن نہین - جب ہم تہارے معجزہ مین فکر نہ کرینگے تو ہم پر شرع کا وجوب کیونکر ثابت ہوگا - اسلیئے رسول ساکت ہو جاوینگے -

والجواب

قوله لم لا یجوز ان یجب الشکر لنفسہ کونہ شکرا - **قلنا** قولنا لو وجب لوجب لاما الفائدۃ او لا لفائدۃ تقسیم دائر بین النفی و الاثبات فلا یحتمل الثالث البتۃ

وایضا فلو شکر انہ وجب علیہ شکر اخر معناہ ان کونہ شکرا یقتضی ترتب الذم او العقاب علی ترکہ وھذا داخل فیما ذکرنا فلا یکون ھذا قسما زائدا علی ما ذکرنا

قولہم انما وجب علیہ دفعا لضرر الخوف **قلنا** قد بینا ان الخوف حاصل فی فعل الشکر کما انہ حاصل فی ترکہ - واذا حصل الخوف علی الامرین کان البقاء علی الترک بحکم الاستصحاب اولی - فان لم یثبت اولویۃ الترک فلا اقل من ان لا یثبت القطع بوجوب الفعل

اعتراضات و معارضات کے جواب

(۱) انکا یہ کہنا کہ شکر بذات خود واجب ہو سکتا ہی ہمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارا یہ قول واجب ہوگا تو دو ہی صورت سے ہوگا فائدہ کے لئے یا بلا فائدہ یہ ایسی تقسیم ہی جو نفی و اثبات دو قسم متناقض مین دائر ہی ہمین تیسری قسم کا احتمال نہین (پس اگر بذات خود واجب ہوا تو ان دو قسمون سے خارج نہوگا - اور یہ دونو ناممکن ہین پس واجب ہوگا تو کیونکر ہوگا

اور تمہارا یہ کہنا کہ وہ شکر ہونیکے سبب واجب ہی اسکی یہی معنی ہین کہ اسکا شکر ہونا اسکے ترک پر عذاب کا مقتضی ہے - یہ کچھ نیا قسم نہین ہی - انہین اقسام مین داخل ہے جنکو ہم نے ممکن کہہ چکے ہین -

(۲) انکا یہ قول کہ وہ دفع ضرر خوف کے لئے واجب ہے ہمین ہم کہتے ہین کہ ہم (بوجوہ اربعہ) بیان کر چکے ہین کہ فعل شکر مین بھی خوف موجود ہی جیسا اسکے ترک مین - (تمہارے نزدیک) ہی - اور جب دونو امر مین خوف ہوا تو ترک شکر پر قائم رہنا بحکم استصحاب بہتر ہوا - یہ بہتری ثابت (وسلم) پھر تو کم سے کم اتنا تو ثابت ہوا کہ وجوب فعل کا حکم یقینی نہین ہی -

---

۴ ایک چیز کو اسکے سابق یا اصلی حالت پر رہنے دینا ۱۲

قولہ لا اشتغال بالخدمۃ الخ
قلنا ھذا مسلم فی حق من یفرح بالخدمۃ ویتاذی بالاعراض فاما فی حق من لا یجوز الفرح والغم علیہ محال - وایضا فمثل ھذہ التراجیم لا تفید الا الظن

(۳) انکا یہ کہنا کہ خدمت مین لگے رہنا غفلت و بے پروائی سے بہتر ہے اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قاعدہ اس شخص کی نسبت مسلم ہے جسکو خدمت فرحت پہنچے - اور نوکر کی بے پروائی سے تکلیف ہو - اور جو غم و فرحت دونون سے پاک ہو اسکی نسبت یہ تجویز ناممکن ہے - علاوہ ایسی وجوہات سے بجز ظن کچھ حاصل نہین ہوتا (اور اثبات وجوب کے لئے قطعیت بکار ہے

قولہ لا یجوز تشبیہ نعم اللہ بکسرۃ الخبز قلنا التشبیہ واقع فی النسبۃ لا فی المقدار ونحن لا نشک ان جمیع نعم الدنیا بالاضافۃ الی خزائن اللہ اقل من الکسرۃ بالاضافۃ الی خزائن مولی الدنیا

(۴) انکا یہ قول کہ ٹکڑے سے تشبیہ دینی صحیح نہین ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہان تشبیہ ایک نسبت مین دی گئی ہے - نہ مقدار مین - اور اسمین ہمکو شک نہین ہے کہ دنیا کی تمام نعمتین بہ نسبت خزائن الہی اس ٹکڑے سے بھی کم ہین

قولہ الحکم بکون العبث قبیحا لا یصح الا مع القول بالقبح العقلی وانت لا تقول بہ قلنا ان اصحابنا رحمہا تکلموا فی ھذہ المسئلۃ بعد تسلیم التقبیح العقلی لبیان ان کلام المعتزلۃ ساقط فی ھذا الفرع مع تسلیم ذلک الاصل

(۵) انکا یہ قول کہ عبث کو قبیح کہنا حسن و قبح کو عقلی کہنے کے سوا صحیح نہین - اور تم اسکے قائل نہین - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارے علماء نے معتزلہ کے حسن و قبح عقلی کو بطور تنزل مان کر یہ گفتگو کی ہے اور معتزلہ کو یہ بات سوجھائی ہے کہ معتزلہ کا حسن و قبح کو عقلی مان کر بہر حکم عقل شکر کو واجب کہنا ساقط الاعتبار ہے - یعنے حسن و قبح کو عقلی مانکر وجوب شکر کا ثبوت ناممکن ہے

(اور یہ دلیل ہمارے علماء کے الزامی ہے)

قولہ هذا ینقض ان لا یحسن ایجاب الشکر من الله تعالی **قلنا** غرضنا من الدلیل الذی ذکرناہ بیان انه یصح التحسین والتقبیح العقلی لا امکن القول بایجاب الشکر لا عقلا ولا سمعا **قولہ** بقی ان یقال فانتم کیف اوجبتموہ شرعا **قلنا** لان من مذہبنا انه لا یجب تعلیل احکام الله تعالی وافعاله بالاغراض فله بحکمه المالکیة ان یوجب ما شاء من غیر فائدة ومنفعة اصلا وهذا مما لا یمکن الخصم من القول به

(۶) انکا یہ قول کہ تمہاری دلیل اسبات کی مقتضی ہے کہ شکر بحکم خدا بھی واجب نہو اس میں ہم یہ کہتے ہین کہ اس دلیل سے ہمارا یہ مقصود ہے کہ اگر حسن وقبح عقلی صحیح ہو تو وجوب شکر سے قائل ہونا عقلا ہو خواہ شرعاً ممکن نہین ہے سو ثابت ہو چکا ہے

رہا یہ سوال کہ تمنے شکر کو بحکم شرع کیونکر واجب سمجھا اسکا **جواب** یہ ہے کہ ہمارے مذہب مین خدا کے افعال واحکام کا کسی غرض کے سبب سے ہونا ضروری نہین ہے (یعنے اسکے افعال معلل بالاغراض نہین)

اسکو اپنی مالک ہونیکی حیثیت سے اختیار ہے کہ جس شخص پر جو کچھ چاہے واجب کرے گو اسمین کچھ فائدہ و منفعت نہو۔ اور یہ بات ہمارے خصم یعنی معتزلہ وغیرہ نہین کہہ سکتے (اسلئے کہ وہ حسن وقبح اشیاء کو عقلی کہتے ہین اور جس چیز کا حسن عقلا ثابت نہو اسکا صدور خدا سے محال جانتے ہین) پس یہ سوال ہمارے اوپر سے اُٹھ گیا (اور انپر ویسا ہی قائم رہا)

مترجم کہتا ہے اس مذہب پر عقلی دلیل یہ ہے کہ اغراض سے منزہ اور مستغنا ہونا خداوند تعالی کے مفہوم حقیقت مین داخل ہے۔ اور اسکی صمدیت اور قیومیت اور وجوب وجود کے لئے ذاتی لازم۔ اور نقلی دلائل بہت سی آیات ہین از انجملہ یفعل ما یشاء واز انجملہ ان اللہ یحکم ما یرید واز انجملہ لا یسئل

(219)

عما یفعل وھم یسئلون - بنابراس ہمکو اشعریہ (جنمین ہمجناب مصنف ہین) یہ کہنے ہین کہ جس کفر کو ہم قبل ورود شرع واجب نہ کہہ سکتے اور اسکی وجہ معمول منفعت یا دفع مضرت نہ بتا سکتے اسکو ہم بحکم خداوند تعالے واجب کہینگے گو پھر بھی اسکی وجہ کوئی نہ بتا دین - اور جس کفر کو ہم قبل ورود شرع حرام نہ کہہ سکتے اور اسکی حرمت کی وجہ (خوف مضرت یا فوت منفعت) بیان نہ کر سکتے اسکو ہم بحکم خداوندی حرام ٹھہرائین گے گو اسکی اور وجہ حرمت پھر بھی بیان نہ کر سکین اور ماتریدیہ (جنکے ساتھ اس مسئلہ مین ہم متفق ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ کفر مین فی نفسہ برائی تھی اور خدا کی ناخوشی (جسکو ہم آپسمین کے کفر مین دیکھتے اور قبل ورود شرع اسکو خدا کے کفر مین تجویز نہ کر سکتے) اسلئے خدا نے اسکو حرام فرمایا - اور اسکو مستلزم عصیان وحرمان ٹھہرایا اور شکر مین فی نفسہ خوبی تھی اور خدا کی خوشنودی (جسکو ہم آپسمین کے شکر مین مشاہدہ کرتے اور شکر خدا مین قبل ورود شرع اسکو تجویز نہ کر سکتے) اسلئے خدا نے اسکو واجب کیا اور اسکو ہمارے فائدہ کا سبب ٹھہرادیا - فقال ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم - اب اگر کوئی اسکی وجہ پوچھے اور یہ سوال کرے کہ شکر و کفر مین اسکی ذاتی منفعت و مضرت نہین تو وہ شکر کو دوست کیون رکھتا ہے اور کفر کو برا کیون سمجھتا ہے اور جس حالتمین وہ بندہ کا مالک متصرف ہے اور انکو بلا واسطہ سبب نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے تو پھر اسنے شکر و کفر کو سبب نفع و نقصان کیون ٹھہرایا - تو اسکا جواب یہی ہے کہ اسکی وجہ ہم نہین جانتے اور باوجود نہ جاننے کے اسکو تسلیم کرنا بحکم مقدمہ رابع صحیح سمجھتے ہین جیسے کہ ہم خدا کے افعال (عالم کو پیدا کرنا - اور انکو خاص خاص صفتین صورتین عطا کرنا) کی وجہ نہین جانتے و مع ذالک ہم انکو تسلیم کر رہے ہین - جو ہماری رائے تسلیم کرنا جائز بتلادی اور خدا کی ہر بات کا تسلیم کرنا دریافت وجہ پر موقوف ٹھہرادی وہ افعال ذیل کے وجوہات بتلادے

(۱) خدا نے عالم کو کیون بنایا (۲) اگر کہو ہمارا قدرت یا طلب عبادت کے لئے تو پھر یہ سوال ہو کہ اسکو اظہار قدرت یا عبادت کی کیا حاجت تہی - (۳) انسان کو خالق و رگہ ہی کو ناہق کیون کیا - (۴) آگ کو جلانے والی اور پانی کو بجھانے والا کیون بنایا (۵) آفتاب کو بذات خود روشن اور چاند کو بذات خود مظلم کیون کر دیا وعلی ہذا القیاس اور اگر ان افعال کی وجوہات بیان نہ کرسکے اور ان سوالات کو تجویز مجہولیت ذاتیہ کے متضمن ہمکر فضول قرار دیوے تو انہین فعال الہی یہ احکام الہی کو خیال کرلے اور اُس سوال کو ان سوالات کیطرح فضول سمجھے - **اس جواب کی تسلیم** مین ہمارے مخاطبین اہل اسلام متفق اور نہ صحیح ہو کہ جاے کلام نہین - اور فعال احکام الہی کو ملاحظات یکسان تہی مین کوئی عذر نہین **رہی وہ** وہ لوگ جو نہی کو نہین مانتے - اور انسان کے مکلف باحکام ہونیکو حق نہین جانتے سو البتہ آسمین یہ کہین گے کہ آفتاب یا انسان یا اور مخلوقات کو تو ہم آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہین اسلئے انکو جس صفت یا کیفیت پر دیکھتے ہین اسکو خدا کیطرف سے سمجھتے ہین مگر اسکی پیدائش کی وجہ نہین جانتے - انسان کے مکلف باحکام ہونیکو ہم اب محسوس کہان پاتے ہین کہ اسکو مان لین اور بلا دریافت اسکی وجہ کیفیت کی اسکو حق جان لین - انکی ہسبان کا جواب عنقریب دیا جاوے گا اور بدلائل عقلیہ یہ امر ثابت کیا جاویگا - کہ جیسے انسان کا وجود جسم آنکھ سے نظر آتا ہے ویسا ہی اسکا مکلف باحکام ہونا جسم عقل کہائی دیتا ہے فیصبر وا ولینتظروا ۱۲

حاشیہ

واما قولہ وجب الشکر معلوم بالضرورۃ قلنا نعم من یسر بالشکر ویسوءہ الکفر اما من لیس کذلک فلا نسلم

(۵) اور جو آنہون نے (ہمارے معارضہ مین دلائل قائم کئے مین واز انجملہ دلیل اول مین کہا ہے کہ وجوب شکر بداہتہ معلوم ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ جسکو شکر سے سرور پہنچے اور کفر سے اسکو رنج پہنچے اسکے حق مین یہ بداہت مسلم ہے لیکن جو ایسا نہو - (جیسے خدا تعالے) اسکے حق مین مسلم نہین ہے

فان قلت لم وجب علی الاطلاق

اسمین اگر تم کہو کہ وہ وجوب ہر کسیکے حق مین کیون ہے

معلوم بالضرورة وانت مكابر في ذلك الانكار

قلت احلف بالله دبالايمان اللتي لا مخارج عنها اني راجعت عقلي وذهني وطرحت الهوى والتعصب فلم اجد عقلي قاطعا بذلك في حق من لا يصح عليه النفع والضرر بل وجدت ظانا فان كذبتموني في ذلك كان ذلك لجاجا دلن تسلموا ايضا من ذلك

واما قوله ترجيح الطريق الامن على الطريق المخوف من لوازم العقل قلنا نعم لكنا بينا ان كلا الطريقين مخوف فوجب التوقف

قوله انه يفضي الى افحام الانبياء قلنا العلم بوجوب النظر والفكر ليس ضروريا بل نظريا فللمدعوات يقول انما يجب على النظر في معجزتك لو نظرت فعرفت وجوب النظر كيف لا والنظر في ان هل يجب على النظر ام لا دانما انظر فيه لا اعرف وجوب

اور تم اسکے انکار میں مکابر (یعنے جانبوجھکر الو ہو) میں اسکے جواب میں کہو نگا کہ میں خدا کی قسم اور سب قسمیں جنسے خلاصی نہو کہتا ہوں میںنے اپنی عقل اور ذہن کیطرف رجوع کیا اور نفسانیت و تعصب کو برطرف کر دیا - پھر میںنے اپنی عقل کو اس شخص کے شکر کی نسبت جسکو اس سے نفع و نقصان نہو یقین بلکہ ظن وجوب پر بھی نہیں پایا - پھر بھی تم مجکو جھوٹا سمجھو تو یہ تمہارا بیفائدہ جھگڑا ہوا اور جو بات تم ہماری طرف منسوب کرتے ہو ویسی بات سے تمہاری خلاصی نہیں اور جو (دلیل دوم میں) کہا ہے کہ امن کی راہ کو خوف کے راہ پر ترجیح دینا عقل کا لازمہ ہے - اسمیں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قاعدہ بیشک صحیح ہے ولیکن ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہاں دونو راستوں میں خوف ہے - پس توقف کرنا حکم استصحاب واجب ہے

اور جو (دلیل سوم میں) کہا ہے کہ منکر بحکم عقل واجب نہو تو اُس سے انبیاء کا ساکت ہو جانا لازم آتا ہے اسمیں ہم کہتے ہیں کہ (جو الزام تمنے ہمپر لگایا ہے وہ تمہاری طرف عاید ہوتا ہے اسلیے کہ) دلائل میں غور و فکر کرنیکا واجب ہونا بدیہی امر نہیں ہے بلکہ نظر سے ہے جو فکر و تامل سے معلوم ہوتا ہے - بنا علیہ جب کسی شخص کو رسول اسلام کیطرف بلاویگا تو وہ شخص

النظر فی معجزتك فیلزم الانفحام

یہ کہدیگا کہ تمہاری معجزہ مین غور و تامل کرنا مجھپر واجب ہی - جب مین پہلے دلائل مین غور کرنیکو سوچون اور یہ کا واجب ہونا جان لون - ولیکن اسسے پہلے مین غور نہین کرتا (اور یہ بات کہ مجھپر تمہاری معجزہ مین غور کرنی واجب ہی - یا نہین نہین سوچتا) جب اسکو نہ سوچونگا اور تمہاری معجزہ مین فکر کرنیکو واجب نہ جانونگا - اسمین بھی رسول کا ساکت ہونا لازم آتا ہی

فان قلت بل اعرف بضرورۃ العقل وجوب النظر علیّ قلت هذا امکابر لان وجوب النظر علیّ یتوقف علی العلم بان النظر فی هذه الامور الالهیة یفید العلم وذلك لیس بضروری بل نظری خفی فان کثیرا من الفلاسفة قالوا فکرة العقل تفید الیقین فی الهندسیات والحسابیات فاما فی الامور الالهیة فلا تفید الا الظن - ثم تقدیر ان ثبت کونه مفیدا للعلم فانما یجب الاتیان به لو عرف ان غیره لا یقوم مقامه فی افادة العلم وذلك مما لا سبیل الیه الا بالنظر الدقیق

اسمین اگر تم اعتراض کرو کہ دلائل مین غور و تامل کرنیکا وجوب ہم بداہت عقل سے جانتے ہین تو مین جواب مین کہونگا کہ یہ دعوی بیفائدہ جھگڑا ہی - دلائل مین غور کرنیکہ ہم تب واجب سمجھتے ہین جب (دو باتون کو) جان لین (اول یہ) کہ ایسے امور آلہیہ مین دلائل بحث کرنے سے یقین حاصل ہو جاتا ہی - اور یہ امر بدیہی نہین ہی بلکہ نظری ہی جو سوچنے سے حاصل ہوتا ہی چنانچہ بہتیری فلسفیون نے کہا ہی کہ عقل کے غور و فکر ہندسہ و حساب کے علوم مین تو یقین حاصل ہوتا ہی - ولیکن امور آلہیہ مین اس سے بجز ظن فائدہ نہین ہوتا - اور اس امر کو ہم یون ہی مان لین تو پھر اس فکر و استدلال کا واجب ہونا اور عمل مین آنا تب ممکن ہی جب یہ امر (دوم) ثابت ہو

واذا کان العلم لوجوب النظر موقوفا علی فنك المقامین نظر ہین الموقوف علی النظر الاولی بان یکون نظر یا کان العلم بوجوب النظر نظریا ایضا ضروریا یتحقق الالزام فکل ما یجعلہ الخصم جوابا عن ذلك فھو جوابنا عما ذکروہ

کہ حصول علم الیقین فکر و استدلال پر موقوف ہو اس یقین کے پیدا کرنے مین کوئی اور چیز اسکے قائم مقام نہین ہو - اور اس امر کیطرف بجز ہمارے کسی کے راستہ نہین ہو جب دلائل مین فکر و غور کرنیکا وجوب ان دو نظری امور پر موقوف ہوا اور جو نظری پر موقوف ہوتا ہو سو نظری ہوتا ہو تو دلایل مین فکر و تامل کا وجوب نظری ہوا - پس یہ الزام جو ہم پر لگایا گیا تھا ہمسے اٹھ گیا ثابت ہوا - پس جو اب اسکا جو انکی طرف سے ہوگا وہی ہماری طرف سے کافی ہوگا -

ھذا آخر کلام الرازی المحصول

یہ امام رازی کے کلام کا خاتمہ ہے

اس جواب دلیل سوم کا حاصل یہ ہو کہ جیسے وجوب کے شرع سے مخصوص ہونیکی صورت مین منکر نبی معجزہ یا دعوت نبی مین غور کرنے سے متوقف ہو سکتا ہو اور یہ کہہ سکتا ہو کہ تمہاری بات مین غور کرنے اور اسکو مان لینیکا وجوب شرع سے ثابت ہوتا ہو اور شرع کا ثبوت میرے فکر و غور پر موقوف ہو پس نہ مین غور کرتا ہون نہ وجوب شرعی کا سر پر بوجھ لیتا ہون - ویسا ہی وجوب کے عقلی ہونیکی صورت مین وہ دعوت نبی یا اسکے معجزہ مین غور کرنے سے توقف کر سکتا ہو اور یہ کہہ سکتا ہو کہ تمہاری بات مین غور کرنا اور اسکو مان لینا بحکم عقل واجب ہو سکتا ہو اور وہ تب ممکن ہو جب مین دلائل مین غور کرنیکو واجب سمجھون اور بنا علیہ تمہارے معجزات مین غور کرون لیکن مین نہ ایسا سمجھتا ہون غور کرتا ہون اور نہ اس وجوب عقلی کا بوجھ سر پر لیتا ہون پھر اسپر مخالفین کا یہ **اعتراض** نقل کیا ہو کہ دلائل مین غور کرنیکا عقلی وجوب بدیہی امور سے بنا علیہ جب معجزہ نبی منکر کے سامنے پیش ہوگا وہ بحکم عقل دلائل مین غور کرنیکو واجب سمجھے گا - اور توقف کو حرام جانیگا - پھر اسکا **جواب** دیا ہو کہ دلائل مین غور کرنیکا وجوب بدیہی نہین ہو بلکہ خفی

نظری جو رد نظری امور کے ثبوت پر موقوف ہے

امام علی بن ابی الحسین آمدی نے کتاب احکام میں اس دلیل سوم کا یہ جواب دیا ہے کہ شیخ کا

اما المعارضة بما ذكره من افحام الرسل فجوابه من وجهين الاول منع توقف استقرار الشرع على نظر المدعو فى المعجز بل قد تظهر المعجزة فى نفسها ويكون صادق النبى فيما ادعاه ممكنا وكان المدعو عاقلا متمكنا من النظر والمعرفة فقد استقر الشرع وثبت والمدعو مفرط فى حق نفسه

تقرر و ثبوت اس سنکے کے نظر و تامل پر موقوف نہین بلکہ جب معجزہ ظاہر ہو اور صدق ہے کا اسکے دعوی مین ممکن ہو اور وہ شخص جسکو نبی دعوت اسلام کرتا ہی عاقل و غور و فکر پر قادر ہو تو شرع خود ثابت ہو جاتی ہے پھر وہ شخص نہ نے تو قصور وار ہی

والثانى ان الدور لازم على القائل بالايجاب والقائل بجواز العقل لان العقل يجوز غير موجب دون النظر والاستدلال فاما خلا عاقل عن ذلك وعند ذلك فلم يكن يقول لا نظر فى معجزتك حتى اعرف وجوب النظر ولا اعرف وجوب النظر حتى انظر وهو دور مفهم

جواب دوم یہ کہ وہ دور جسکو تم ہمپر وارد کرتے ہو وہ قائلین وجوب عقلی پر وارد ہوتا ہی اسلئے کہ عقل ذات خود بلا استعانت فکر و استدلال نظر و استدلال کو واجب نہین کرتی یہ ہو تو کوئی انسان خالی نہو بلکہ فکر و استدلال کی مدد سے وہ وجوب نظر کی ثبت ہی۔ تب منکر کہہ سکتا ہی کہ جب تک

ہین دلائل مین نظر کرنیکو واجب نہین سمجھتا تیری معجزہ مین نظر کرنیکو واجب نہین سمجھتا اور دلائل مین نظر کرنیکو واجب جانتا میری سوچ و تامل پر موقوف ہی پس مین سوچ مین پڑتا ہون نہ اس وجوب عقلی کا بوجھ اٹھاتا ہون۔

امام غزالی (معتقد علیہ مخالف و مؤالف) نے اس دلیل سوم کا ایسا جواب دیا ہی جو عوام کی سمجھ مین بخوبی آسکتا ہی آپنے **احیاء العلوم** مین مسئلہ عدم وجوب طاعۃ الٰہی بحکم عقل اسی تقریر و دلیل سے جو امام رازی کے کلام مین گزری۔ بیان کرکے کہا ہی

باقی آئندہ

(222)

حصۂ دوم
مذہب و معاشرت

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

رسول جو حکم دے سو لے لو اور جس سے روکدے رک جاؤ

مذہب و معاشرت آپس مین خوب جکڑے ہوئے ہین۔ اور ایک زنجیر مین بندھے ہوے۔ اور انبیا علیہم السلام جیسے عبادات سکھانیکو آئے ہین ویسے ہی معاملات و طرز معاشرت بتانیکو تشریف لائے۔

ہرچند اصل اصول نبوت و اصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب ہے لیکن معاملات یا احکام عملی مین دست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کے منافی نہین ہے۔ بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادت مین انبیا نے دخل دیا ہے اور اسکا عمدہ طرز تعلیم کیا ہے اسمین اس تہذیب کو مدنظر رکھا ہے۔ اسی نظر سے خاتم المرسلین نے فرمایا ہے

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق (رواہ مالک فی الموطا بلفظ حسن الخلق)

مین تو اسیواسطے بھیجا گیا ہون کہ اچھی عادات یا اخلاق کو پورا کردون

لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (رواہ فی شرح السنہ)

اوپر ہی فرمایا ہے تم مین سے کوئی شخص (کامل) مسلمان نہوگا جب تک اسکی خواہش نفس میری ان سب احکام باتعلیمات کے جو مین لیکر آیا ہون تابع نہو

فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (نساء ع ۹)

اور خدا تعالیٰ نے خود بھی فرمایا ہے کہ تیرے رب کو اپنی قسم ہے۔ یہ لوگ کبھی مومن نہوگے جبتک اپنے تمام جھگڑون اور اختلافی معاملات مین تجھے حاکم نہ بنادین۔ پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دلمین تنگی نہ لاوین۔

یہ ارشاد خداوندی اسی امر کی نسبت صادر ہوا ہے جو از قسم معاشرت ہے چنانچہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت زبیر سے ایک نالے کے

عن عروۃ ابن الزبیر قال خاصم الزبیر رجلا (صحیح بخاری)

من الانصار فی شریج من الحرة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسق یا زبیر ثم ارسل الماء الی جارك فقال الانصاری یا رسول اللہ ان کان ابن عمتك فتلون وجهه ثم قال اسق یا زبیر ثم احبس الماء حتی یرجع الی الجدر فقد رسل الماء الی جارك واستوعی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للزبیر حقه فی صریح الحکم حین احفظه الانصاری کان شار علیهما بامر سعة فقال للزبیر فذا احسب هذا الا نزلت فی ذلك فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم - بخاری ص ۳۲۶ وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا

(جو ایک پانی کی جبہ سے کھیت کو آتی تھی) مقدمہ پیش کیا اور اسکا فیصلہ آنحضرت سے چاہا۔ آنحضرت نے آنمین بطور مصالحت یہ فیصلہ دیا کہ پہلے زبیر اپنے کھیت کو بقدر حاجت سینچ لے۔ پھر اس شخص کے کھیت کیطرف پانی چھوڑ دے۔ وہ انصاری اس فیصلہ پر راضی نہوا اور اسکو حضرت زبیر کی قرابت کے سبب عنایتی فیصلہ سمجھا۔ پھر آنحضرت کا چہرہ مبارک (غصہ کے سبب) متغیر ہوگیا اور آپنے آنمین پورا حق دلایا اور زبیر سے کہا کہ تو اپنے کھیت کو اسکے مڈیر تک بھر۔ پھر اسکی طرف پانی کو چھوڑ۔ جیسا یہ قول نازل ہوا۔

اور اللہ تعالے نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مومن مرد یا عورت کا یہ منصب نہین کہ اللہ اور اسکا رسول کوئی حکم صادر فرما دین اور وہ اسکے ماننے میں خود مختار ہین۔ جو اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانیگا وہ کھلا کھلا گمراہ ہوگا۔

یہ قول بھی ایسی ہی موقع مین نازل ہوا جو اقسام سابقہ سے ہے چنانچہ ابن جریر و ابن مردویہ وغیرہ مفسرین نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے زینب بنت جحش کو اپنے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق یطلب علی فتاه بن حارثة فدخل علی زینب بنت جحش فاه سیئة (مشق غلام زید کے نکاح مین لینا چاہا اور اسنے اور اسکے بھائی عبد اللہ نے اسکو غلام سمجھکر نکاح سے فخطبها قالت لست بناکحته قال بلی فانکحیه انکار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر پر

او مرعشی قلبہا ھم یجدان من اللہ ۔ اصرار کیا۔ آخر اس نے کہا کہ مین اپنے جیمن سو چوگنی۔
علہ کا کہ بنی علی رسولہ قالت قد رضیت ۔ اب اور وہ بھی کچھ کہہ رہا تھا کہ آیت نازل ہوئی پھر
یارسول اللہ منکحا قال نعم قالت اذن لا اعطی ۔ وہ عورت بولی کہ اگر آپکو بھی پسند ہو تو مین آپکی
رسول اللہ فلانکحنی ۔ اخرجہ ابن جریر وابن مردویہ تا بعد ا ہون

یہ اقوال ۔ بانی واحادیث نبوی تو بطور عموم امور معاشرت کا مذہب مین داخل ہونا ثابت کرتے ہین اب چند احادیث واقوال ایسے ذکر کئے جاتے ہین جنسے خاص خاص امثلہ امور معاشرت کا دین مین داخل ہونا ثابت ہوتا ہے اللہ تعالے نے **قانون محافظت حقوق** جانی ومالی خلائق مین (جسمین **دیوانی وفوجداری** دونو قسم کے احکام آجاتے ہین) فرمایا ہے

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۱)	ایک دوسرے کا ناحق مال نہ کھاؤ	لا تاکلوا اموالکم الخ ۔ نساء ع ۵
(۲)	کسیکو قتل نکرو ۔ کروگے تو خود مارے جاؤگے	کتب علیکم القصاص الخ ۔ بقرہ ع ۲۲
(۳)	خاص کر یتیم کا مال ناحق نہ کھاؤ ۔ کھاؤگے تو اگین جاؤگے	ان الذین یاکلون اموال الیتامی ۔ نساء ع ۱
(۴)	چوری نکرو ۔ کروگے تو تمہارے ہاتھ کاٹے جائین گے	السارق والسارقۃ فاقطعوا ۔ مائدہ ع ۶
(۵)	امانت کو ادا کرو	ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات ۔ نساء ع ۸

(قانون شہادت مین جو دیوانی مقدمات کے ثبوت کے لئے نمبر ۱ اصول ہے فرمایا ہے ۔)

(۶)	سچی گواہی کو نہ چھپاؤ ایسا کروگے تو گنہگار ہوجاؤگے	لا تکتموا الشہادۃ الخ بقرہ ع ۳۹
(۷)	جھوٹ نہ بولو	واجتنبوا قول الزور الحج ع ۴
(۸)	معاملہ کے وقت دو مرد گواہ مقرر کرو دو نہون تو ایک مرد اور ایک عورت	واستشہدوا شہیدین بقرہ ع ۳۹

(قانون معاشرت واخلاق روزمرہ کی عادات (دکھانے پینے ۔ ملنے ۔ صحبت رکھنے) جزوانی اور اخلاقی کام اور **فوجداری** احکام پر مشتمل ہے فرمایا ہے

(۹) (۱۰)	خنزیر اور وہ جانور جسپر بوقت ذبح بسم اللہ نہ پڑھی جاوے	حرمت علیکم المیتۃ مائدہ ع
(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴)	اور گلا گھونٹا۔ چوٹ سے مارا گیا۔ گر کر مرگیا۔ عام مردار	ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ انعام ع
(۱۵)	بخشاؤ۔ پر اگر وہ مردار اُس کتے کا مارا ہوا ہو جسکو تم نے بسم اللہ پڑھکر شکار پر چھوڑا تھا تو بے شک نوش کر جاؤ	احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مائدہ ع
(۱۶) (۱۷)	شراب نہ پیو۔ جوا نہ کھیلو یہ شیطانی کام ہین	انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان مائدہ ع
(۱۸)	زنا مت کرو۔ یہہ بڑی بیحیائی ہے	لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ اسرا ع ۴
(۱۹)	کسیکی غیبت نکرو۔ کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا	ولا یغتب بعضکم بعضا الخ حجرات ع ۲
(۲۰)	چاہتے ہو ہمحالت حیض مین جماعت نکرو	قل ھو اذی الخ بقرہ ع ۴۰
(۲۱)	ماں باپ۔ ہمسایہ۔ قرابتی۔ مسکین۔ مسافر سے بسلوک پیش آؤ	وبالوالدین احسانا نساء ع ۴
(۲۲)	کسیکے گھر جاؤ تو گھر مین داخل ہونے سے پہلے سلام کہو	لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم الخ نور ع ۴
(۲۳) (۲۴)	اور داخل ہونیکا اذن مانگو اذن نہ ملے تو واپس جاؤ	
(۲۵)	اور خاصکر تین وقتون مین۔ صبح۔ دوپہر۔ بعد عشا جو کہ تمہارے آرام کے اوقات ہین جسمین پردہ نہین جیسے لڑکے مملوک یا غلام وہ لوگ بھی بلا اذن نہ آوین	لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم نور ع ۷

قانون ازدواج جو بہترین امور معاشرت سے ہے فرمایا ہے

(۲۶) (۲۷)	مشرکہ عورت سے نکاح مت کرو اور نہ مشرک کو نکاح مین اپنی لڑکی دو	ولا تنکحوا المشرکات بقرہ ع ۲۷
(۲۸) +۲۹ -۳۰-۳۱-۳۲ -۳۳-۳۴ -۳۵-۳۶-۳۷	سوتیلی ماں۔ اپنی ماں۔ بہن۔ بھوپھی۔ خالہ۔ بھتیجی بھانجی اپنی منکوحہ مدخولہ کی بیٹی۔ اپنی بیٹی کی بہو جورو کے ہوتے اُسکی بہن سے نکاح نکرو	ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم۔ حرمت علیکم امھاتکم نساء ع ۳ و ۴

(قانون مفارقت جو حسن معاشرت کے وسائل سے ہے فرمایا ہے)

(226)

(۳۷)	جس عورت کو چھوڑ کر پھر بلانا چاہو اسکو دو دفعہ طلاق تو دے	الطلاق مرتان الخ بقرہ ع ۲۹
	کی گئی ہو تیسری دفعہ طلاق ہوگئی تو وہ رجوع کے قابل نہ رہیگی	
(۳۸)	رجوع کیصورت مین بھی تین حیض یا تین طہر تک تمہاری راہ دیکھی	والمطلقات یتربصن الخ بقرہ ع ۲۸
	جاویگی۔ اس اثنا مین تم نے رجوع نہ کیا تو وہ عورت تمہارے ہاتھ سے جاتی رہیگی	
(۳۹)	جو کچھ تم نے مہر مین دیا ہے بصورت طلاق واپس نہ ہوگا۔ بلکہ	ومتعوھن الخ احزاب ع ۶
(۴۰)	اسکے ساتھ کچھ اور بھی (متعۃ الطلاق) دینا پڑیگا	
(۴۱)	اگر عورت خود اپنا آپ بہرہ کر چھوڑنا چاہے تو مرد کو مہر لے لینا	الا یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا الخ بقرہ ع ۲۹
	جائز ہوگا۔ یہ اللہ کی حدین ہین۔ جو انسے تجاوز کریگا وہ ظالم ٹھہریگا	

قانون وراثت مین جو دیوانی مقدمات سے ہے یہ فیصلہ فرمایا ہے۔

(۴۲)	ایک بیٹے کے ساتھ بیٹی کا ایک حصہ اور بیٹے کے دو حصے	یوصیکم اللہ فی اولادکم لذکر مثل حظ الانثیین الخ نساء ع ۱۱
(۴۳)	فقط بیٹیان ہون تو کل مال سے انکی دو تہائی۔ فقط ایک	
(۴۴)	ہو تو اسکا نصف۔ اسیطرح اور اہل فرائض و عصبات مان آپ	
	میان بیوی بہن بھائی کے حصص کو بیان فرمایا اور اخیر	
	مین یہ کہدیا کہ یہ اللہ کی حدین ہین جو انسے تجاوز کریگا وہ	
	آگ مین داخل ہوگا۔	

قوانین سیاست و ریاست مین جو پولیٹیکل معاملات و کلکٹری مقدمات کے متعلق ہین ارشاد کیا ہے

(۴۵)	حکام وقت کی اطاعت کرو۔ جو لوگ حکام کی اطاعت سے خارج رہینگے	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الخ نساء ع ۸
(۴۶)	ہوکر انسے لڑینگے یا رعایا کو اوت مار کر انکو قتل کرو یا پھانسے	ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض الخ مائدہ ع ۴
	دو یا جلاوطن کر دو	
(۴۷)	تمہاری بستیون مین تمہارے حالفین رہتے چاہین تو آخر نہ ہو دو	انما جزاء الذین یحاربون الخ مائدہ ع ۴
		وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ الخ برأت ع ۱

	بچرآنے جان ومال سے تعرض نکرو۔	
(۴۸)	تمہارے دشمن مخالف تمسے مصالحت چاہیں تو تم قبول کرو	وان جنحوا للسلم فاجنح لها۔ انفال ع۸
(۴۹)	جن مخالفین مذہب سے تمہاری صلح اور دوستی ہو جائے۔ انسے	الا الذین عاہدتم۔ براءۃ ع۱
(۵۰)	عذر اور لڑائی نکرو۔ بلکہ باحسان سلوک پیش آؤ	لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم ممتحنہ ع۱
(۵۱)	باہم اتفاق رکھو۔ منازعت نکیا کرو	ولا تنازعوا فتفشلوا۔ انفال ع۶
(۵۲)	جمہوری اور ان بڑی بڑی کامون میں جنمیں کچھ دخل دار نہیں باہم کمیٹی کرکے مشورہ کر لیا کرو	ومشاورهم فی الامر۔ آل عمران ع۱۶
(۵۳)	اس کمیٹی کے ممبر تمہارے دوست وہم خیال لوگ ہوں۔ دشمن ومخالف نہوں۔	لا تتخذوا بطانة من دونکم۔ آل عمران۔ ع۸
(۵۴)	ممبر شیر ہمراز ہو کر اپنا راز مخالفوں کو نہ بتاؤ۔ اور اس غلطی کو ذریعہ دوستی نہ بناؤ۔ جیسے حاطب بن ابی بلتعہ (صحابی بدری) سے ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم کا کچھ حال اہل مکہ کو لکھ بھیجا۔	لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیهم بالمودة ممتحنہ ع۱
(۵۵)	جب مجلس کمیٹی میں حاضر ہوا اور کسی جمہوری کام کے لئے جمع ہو تو بلا اذن امام (میر مجلس) کے وہاں سے نہ جاؤ	واذا کانوا معه علی امر جامع الخ نور ع۹
(۵۶)	رعایا کے عامہ اموال زمین نقدی مواشی سے معاملہ زکوۃ تحصیل کرو	خذ من اموالهم صدقة الم توبہ
(۵۷)	تحصیلدار کا خرچ تنخواہ اسمیں سے مقرر کرو	انما الصدقات للفقراء
۵۸ ۵۹	اس مال سے مساکین ومسافرون کی پرورش کرو اور	والمساکین والعاملین علیها
۶۰	غلاموں کے آزاد کرانے میں صرف کرو	توبہ ع۶

اسی قسم کے بہت سے احکام متعلق امور معاشرت قرآن میں موجود ہیں جنکو خدا نے دین میں داخل فرمایا ہے

(225)

اور اُنکے کرنے کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ہم ان سب احکام کو اس مقام مین بیان نہین کر سکتے۔ اور دریا کو کوزہ سے ماپ نہین سکتے۔ اور جن احکام متعلق امور معاشرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ٹھہرایا ہے۔ اور انھین قوانین کو مقرر فرمایا ہے۔ وہ احکام قرآن سے بڑھکر ہزار در ہزار چیز بلکہ خارج از حصاد و شمار۔ از انجملہ نیز چند تمثیلات کو یہان ذکر کیا جاتا ہے مگر ان اشد کی بدستور سابق تفصیل موجب تطویل نظر آتی ہے اسلئے مجمل مضامین کا بیان عمل مین آتا ہے۔ اور جہاں نقل پارہ حدیث بھی فقط نام کتاب سے جسمین وہ حدیث ہو نشان دیا جاتا ہو۔ اور ایک کتاب مشکوۃ کا جسمین وہ حدیث منقول ہو اور ہر اسکو مل سکتی ہے نمبر صفحہ بھی بتایا جاتا ہے۔

نمبر	(کھانے پینے پہننے لینے وغیرہ اخلاق و عادات کے متعلق احکام)	نمبر صفحہ مشکوۃ
(۱)	جو شراب بہت سی پینے سے نشہ دے وہ تھوڑی پینی بھی حرام ہے (ترمذی ابوداؤد وغیرہ	۳۰۹
(۲)	شراب کا سرکہ نہ بناؤ (مسلم)	"
(۳)	دوا مین شراب کا استعمال نکر دوا نہین ہو۔ خود مرض ہو (مسلم)	"
(۴)	جو پینے کی چیز نشہ دے وہ شراب ہے۔ جو کوئی اسکو پیگا خدا اسکو دوزخیون کے زہ خونکا پیوٹ پلائیگا + (مسلم)	"
(۵) (۶)	گدہا۔ چوہا۔ بھیڑیا وغیرہ درندے۔ چیل وغیرہ ناخن دار پرندے	۳۵۱ سے
۷ ۸ ۹	حرام ہین (بخاری مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ)	۳۵۳ تک
(۱۰)	مرغی یا کسی اور جانور کو کسی دیوار یا درخت سے باندہ کر تیرون کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو ایسا کریگا وہ ملعون ہوگا (مسلم)	۳۴۹
(۱۱)	کسی جاندار کے چہرہ پر زخم یا چوٹ نہ لگاؤ۔ جو ایسا کریگا وہ بھی ملعون ہوگا (مسلم)	۳۵۰
(۱۲)	جانور قابو مین ہو تو اسکو ذبح کرو۔ تمہارے اختیار سے باہر ہو (جیسے نکا۔ یا کوئین مین گرا ہوا) تو اسکو بسم اللہ پڑھکر تیر مارو۔ جہان لگیگا اسکو پاک و حلال کر دیگا۔ (ابوداؤد و ترمذی وغیرہ)	۳۴۹ ۳۵۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(۱۳) بیٹھے جانور سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر نہ کھاؤ۔ جو ٹکڑا قبل ذبح جانور سے کاٹا جاوے وہ مردار ہے (ترمذی و ابوداؤد) ۳۵۱

(۱۴) خالص ریشمین لباس (بلا عذر مرض خارش وغیرہ) مرد نہ پہنیں۔ جو پہنیگا وہ آخرت مین اس سے محروم رہیگا (بخاری و مسلم) ۳۶۵

(۱۵) گم کار گنگا ہوا کپڑا مرد نہ پہنیں یہ کافروں کا کام ہے (مسلم) ۳۶۶

(۱۶) ٹخنے سے نیچے ازار نہ کھو جو ایسا کریگا وہ دوزخ مین جائیگا (بخاری) ۳۶۵

نوٹ ہمارے مخاطب والا مناقب نے اس حکم کو ہنسی مین اُڑایا ہے۔ اور دین سے مٹایا ہے اسکا جواب ہم عنقریب دینگے ——— انشاء اللہ تعالیٰ

(۱۷) سونا اور ریشم مردون کے لیے حرام ہین اور عورتوں کے لئے حلال (ترمذی و نسائی) ۳۶۶

(۱۸) سونے اور چاندی کے برتنون مین کھانا پینا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) ۳۶۵

(۱۹) مرد ہو کر عورتون کا زیور یا لباس پہنے تو خدا کی اُسپر لعنت ہے ایسا ہی عورت پر لعنت ہے مرد کی صورت اختیار کرے۔ (بخاری) ۳۶۲

(۲۰) مشرکین کا خلاف کرو۔ داڑھی بڑھاؤ۔ اور مونچھین کتراؤ۔ جو مونچھین نہ کٹاوے وہ مسلمانون مین سے نہین ہے (بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی) ۳۶۲ ۳۶۳

(۲۱) مسواک کیا کرو۔ اسمین خدا کی خوشی ہے۔ احمد و دارمی ۳۶

تذکرہ

ایک حدیث صحیح مسلم مین آیا ہے کہ مونچھین کترانا۔ داڑھی کو بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ ناک مین پانی لینا ناخن کاٹنا۔ انگلیون کے ملی اور پرسی خم دھونا۔ بغلون کے بال کھاڑنا۔ شرمگاہ کے بال مونڈنا۔ پانی سے استنجا کرنا۔ کلی باتچھ اور) یہ دسون فطرتی خصائل ہین۔ یعنی قدیمی ملل و ادیان سماوی کی معمولہ ہین جو دین اسلام مین بواسطہ ابراہیم خلیل اللہ پہنچے ہین۔ چنانچہ اہل اسلام کا دعوے ہے یعنے یہ کہ انسان کے نیچر مین داخل ہین۔ چنانچہ نیچری مسلمانون کا یہ خیال ہے۔ لیکن بڑا تعجب ہے کہ وہ اور کڑھی ہو کر پیشاب کرتے ہین تو وہ ان استنجا پتھرون کے بعد پانی سے نہ کرنا۔ بندبانده۔ کھسی ہین۔ کھانے سے

(۲۵۹)

ہی پائے جاتے ہین جو جزئیلی حکم کہلاتی ہین - چنانچہ مضمون مذہبی خیال سے شاذ ہی - پس کسی جہ تاثیر مذہبی اسکے کہ وہ ہوا نفس کے موافق ہی اور کیا بن سکتے ہے - ہان ایک وجہ اسکے یہ بھی خیال مین آتی ہی کہ جب جاہ و تحصیل مال دنیا اکثر لوگون کی نسبت جعلی امر ہی - چنانچہ والحضرت الکفین الشیم وانہ لحب الخیر لشدید اسکی طرف مشیر ہی - اور جبکہ بانی مذہب غیر از اہل سید احمد خانصاحب بہادر کو جاہ و جلال دنیا مین غایت قصوی تک عروج ہوگیا ہی - یہانتک کہ بلقب سی آئی ای و آنریبل گورنمنٹ کیطرف سے ملقب ہوئی اور وہ اسی دگور نر جنرل انڈیا کی کونسل کے ممبر بن گئے تو اکثر لوگ کوتاہ اندیش اس خیال سے بھی سنکے خیالات و مقالات کی مقلد ہوتے جاتے ہین کہ انکی شایعت و موافقت سی ہم بھی یہ رتبہ حاصل کرین یا انکے سلسلہ مین داخل ہوکر انکے درجہ سے قریب جا پہنچین - بہرحال اس مذہب کے ضرر کی شناعت کی نظر سے ان لوگو بھی یہ راہی ہی کہ بالفعل یہ رسالہ تمام و کمال نہین حضرات کی نذر کیا جاوے

راقم کی رائے اسمین یہ تھی کہ چندہ دہندگان کے سب اپنا اپنا پورا چندہ بہیجتی رہین تو اس رسالہ کے چار جزو کر دی جاوین - دو جزو مین مقلدین ہی بحث و خطابا رہی - اور دو جزو مین نیچریہ کا جواب - مگر یہ صورت محال نظر آتی ہی اور حضرات نادہندگان سے وعدہ خلافی نہین چہوٹتی - لہذا مجبور ہوکر ہمنے اس رائی سے موافقت کرلی ہے - جو صاحب ناظر یا شاعۃ اسنہ ہی (ممبر ہون خواہ عامہ خریدار رہا ہی ہون خواہ منصف کے نظار) اس رائے کو پسند فرماوین وہ اپنی توافق سے اطلاع دین - اور جنکو یہ رائی ناپسند ہو وہ باظہار تخالف ہمارے عذر و دلیل کا جواب دین - جس بات کو کثرت رائی یا قوت دلیل نے ترجیح دی اسپر عمل ہوگا

خدا تعالی اور ہنومان

کی قدرت یا قوت مین فرق نکرنیمین غلطی

اللہ تعالی نواپنی کلام مجید مین فرمایا ہی ———	واذ نتقنا الجبل فوقھم کانہ ظلہ - اعراف ع ۲۱

ہمکو طور زمین سے اٹھا کر بنی اسرائیل کو سر پر سائبان کی طرح کر رکھا تھا - اسکو رد مین جناب انبا بیل صاحب مدظلہ العالی
تہذیب الاخلاق و جاوی الثانیہ ۱۳۰۰ھ مین مرقوم ہین کہ "یہ خلاف عقل ہی اگر ہم اسپر یقین کرین تو ہمکو معجزات سے
کہ خدا تعالیٰ کی منجملہ ہر چیز کے ہر چیز پر قادر ہونے کے ہمنوان بھی انکار کی کوئی وجہ نہین ہی"

ہمارے نزدیک یہ بڑی غلط فہمی ہی ہمنوان کے پہاڑ اٹھانے کا جو ہمنے انکار کیا ہی سو اسکی وجہ یہ نہین ہی کہ وہ خلاف عقل محال ہی اور دائرہ امکان سے
خارج بلکہ اس انکار کی وجہ یہ ہی کہ ہمارے نزدیک ہمنوان خدا نہین ہی اور نہ خدا کی ایسی مخلوقات سے ہین جو پہاڑ اٹھانے پر
قادر طاقت ہی چنانچہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ مقربین کی طرف سے ایسی طاقت کا ہونا اہل اسلام اہل کتاب کے مسلمات
ہی - اگر کوئی ہمنوان کا معاذ اللہ خدا ہونا ثابت کر دے یا اسکے فرشتہ ہونیکا ثابت کر دے ومع ذالک اس قصہ کا وقوع
بھی ایسی سند سے جیسے کہ طور کے اٹھانے مین پائی جاتی ہی ثابت کر دکھاوے تو پھر اسکی تسلیم لا یقین کرنے سے
کون مانع ہی - اور اگر جناب ممدوح پہاڑ کا ہوا مین معلق رہنا محال جانتے ہین اور خدا تعالیٰ کو اسپر قادر ہونے سے
عاجز سمجھتے ہین بنا بر آیہ محکمہ آیت مین کچھ تحریف یا تاویل کرتے ہین تو پہلے بحکم ثبت العرش ثم انقش کے محال ہونے
دلایل قائم کرین پھر خدا تعالیٰ کو اس سے عاجز سمجھکر اسکی کلام مین تاویل کو راہ دین بدون اثبات استحالہ علو آیت
مین تاویل و تحریف کہ از کفر و الحاد کا دروازہ کھولنا ہی - چنانچہ آپکے ہمارے مصداق محکمہ یعنی مولوی محمد صاحب نے
بڑی شد و مد سے اسبات کو مضمون نمبر (۱۰) تہذیب الاخلاق مین ثابت کیا ہی اور آپ نے اسکو مضمون نمبر (۱۰) مین تسلیم
تصدیق فرمایا ہی - اسی نظر سے امام رازی نے تفسیر کبیر مین استواء سے انکار کر نیکو الحاد فرمایا ہی چنانچہ کہا ہی

الثالث من الملاحدة من انكر امكان
وقوف الثقيل في الهواء بلا عماد - واما الارض
فقالوا انها وقفت لانها بطبعها طالبة
للمركز فالجرم لما وقفت في المركز دليلنا على
فساد قولهم انه سبحانه قادر على كل الممكنات
ووقوف الثقيل في الهواء من الممكنات فوجب ان يكون
الله قادرا عليه وتمام تقريرها بين المقدمتين

بحث سوم یکہ معدودے چند جہال کہا ہی کہ ہمارے مین تمسک کے بغیر پہیلے
سے انکار کیا ہی اور زمین کی نسبت کہا ہی کہ وہ ہوا مین اسلئے ہی کہ
ہوسی ہی کہ وہ بالطبع مرکز کی طلب کی آپکے فساد پر یہی
یہ دلیل ہی کہ خدا تعالیٰ کل ممکن چیزون پر قادر ہی اور یہ جہل
چیز کا ہوا مین ٹہیرنا ممکنات سے ہی - ان باتونکی پوری
تقریر کتب اصول یعنی کلام وغیرہ مین ہی

راقم ابو سعید محمد حسین کان اللہ لہ